© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہات

عالمِ اسلام ۔ لمحۂ فکریہ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین. امابعد.

عالم اسلام بالعموم اور پاکستان بالخصوص جن گمبھیر حالات سے گزر رہا ہے اور جس طرح عالم اسلام کے مقتدر لوگ ان حالات سے بے تعلق ہو رہے ہیں بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو مقتدر لوگ جس غفلت مجرمانہ کا عملی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے اس تشویش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ عالم اسلام کے مقتدر لوگوں نے اپنا مستقبل خدائے بزرگ و برتر کے حوالے سے دیکھنے کی بجائے مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر ملت اسلامیہ کو ہی خدا نخواستہ باطل اور کافرانہ قوتوں کے حوالے کر دینے کا ارادہ کر کے ان قوتوں کو اپنا ملجا و ماوی سمجھ لیا ہے۔

ابن آدم نے ہمیشہ تاریخ سے قوموں کے عروج وزوال کی داستان کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کی ترقی کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ وحی الہی نے اس سلسلے میں ہمیشہ انسان کی رہنمائی کی ہے اور "اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" کے بنیادی قانون بقائے اصلح کی بنیاد پر اہل متحرک وچوکس اور دلدادگان حق کی کامیابی اور نااہل، بد باطن مداھن اور سست، کاہل اور دلدادگانی عیش کوشی کی تباہی اور ذلت آمیز انجام زیست کی وعید سنائی ہے۔

وحی الہی نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کی ان راستوں کی طرف راہنمائی فرمائی ہے جو سراسر ہدایت یعنی ایصال الی المطلوب کی بے ضرر اور حتمی ضمانت ہیں۔ جن پر چل کر انسان نہ صرف دنیا کی اس چند روزہ زندگی میں انفرادی اور اجتماعی طور پر کامیابی و کامرانی کو حاصل کر سکتے ہیں بلکہ مابعد حیات مستعار اخروی زندگی میں بھی فوز وفلاح سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وحی الٰہی کی سب سے آخری کتاب میں جو دنیا میں اس وقت قرآن کے نام سے متعارف زمانہ ہے، اس کے نازل کرنے والے نے اس حقیقت کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے کہ دنیا میں جب بھی انسانوں کے کسی گروہ نے وحی کی تعلیمات پر عمل کیا ہے وہ نہ صرف اپنے ہم جنسوں سے ممیز و ممتاز بن گیا ہے بلکہ کائنات کے کونی اور تکوینی عوامل بھی اس کی دسترس سے باہر نہیں رہے اور اس دعوے پر تاریخ اقوام و ملل سے متعدد شہادتیں پیش کی ہیں جن کو اقوام عالم تسلیم کر چکی ہیں۔

یوں تو یا "یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کے حوالے سے سارے انسان اس آخری کتاب اور حامل کتاب ﷺ کے مخاطب ہیں لیکن اقرار انکار اور تصدیق و تکذیب کے حوالے سے مخاطبین دو طبقوں میں بٹ جاتے ہیں۔

ایک وہ جو اقرار و تصدیق کر کے مسلمانوں کے نام سے ایک ملت تشکیل دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو انکار و تکذیب کر کے منکر و کافر کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس طرح گویا انسان اپنے عمل اور عقیدے کے حوالے سے دو بڑے گروہوں میں بٹتا ہے۔ مسلمان جب قرآن کی تصدیق کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ اس میں موجود تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہے اور اس کے علم و فراست میں کامیابی کیلئے اس دستور العمل کے سوا کوئی دوسرا دستور العمل سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان اس دستور العمل کی کسی ایک آدھی شق سے انحراف کرے تو بعینہ اسی طرح جس طرح غیر مسلم معاشروں میں ان کے رائج الوقت آئینی سانچوں سے انحراف پر غداری اور بے وفائی کا مقدمہ چلتا ہے، اس مسلمان پر جرم کی نوعیت کے مطابق ارتداد اور فسق و فجور کی دفعات کے تحت کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور وہ کافر فاسق، فاجر یا منافق قرار پاتا ہے۔

اس پس منظر میں ہم جب قرآنی ھدایت یعنی ایصال الی المطلوب (دنیا کی کامیابی وکامرانی اور آخرت کی فوز و فلاح) پر نظر کرتے ہیں اور اپنی موجودہ ہیئت کذائیہ کی طرف دیکھتے ہیں تو قدم قدم پر ہمارے موجودہ طرز زیست طرز حکمرانی طرز معیشت و معاشرت میں قرآنی تعلیمات سے انحراف واختلاف نظر آتا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے

"یایھاالذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(اے ایمان والو! اپنوں (یعنی مسلمانوں) کے سوا کسی کو دلی دوست مت بناؤ (وہ تم کو تباہ کرنے میں کمی نہیں کرتے (کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے)۔ (آل عمران:۱۱۸)

ان آیات بینات میں مسلمانوں کو مسلمانوں سے باہمی ربط رکھنے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں سے ایسے ربط سے منع کر دیا گیا ہے جس سے وہ مسلمانوں کے داخلی معاملات، انتظامی معاملات مثلاً دفاعی معاملات وغیرہ پر مطلع ہوسکتے ہوں۔ بطانہ کا لفظ اس پر دال ہے۔ بطانہ کا مفہوم اہل علم ولغت سے مخفی نہیں ہے۔ یعنی اندرونی معاملہ بطن رازداری کے مفہوم میں بھی مستعمل ہے۔ اب ہم عالم اسلام کی مجموعی صورت حال کو دیکھیں تو اپنے دفاعی معاملہ میں وہ اغیار کے دست نگر ہیں اور بعض اسلامی ممالک کے دفاع کا معاملہ تو سراسر اغیار کے ہاتھ میں ہے۔ جبکہ اغیار سے اس قسم کی دوستی رکھنے والے مسلمان قرآن کی حکم عدولی کی بنیاد پر سرے سے اسلامی لیبل بھی کھو بیٹھے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قرآن کی خلاف ورزی سے مسلمان اسلامی تشخص قائم نہیں رکھ سکتا۔

سودی معیشت پر اصرار بھی قرآنی تعلیمات سے انحراف کی دوسری بڑی مثال ہے لیکن اس سے بڑھ کر یہود و نصاریٰ کی دوستی ہے۔ قرآن حکیم نے متعدد بار اپنے ماننے والوں سے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا ہے کہ یہود اور نصاری سے دوستی مت رکھو۔ یہ تمہارے سخت ترین دشمن ہیں۔ اور آپس میں یہ دونوں گروہ باہم ایک ہیں اور ان کی دوستی پر سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے ہے۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۱)

اب ہم جب اس حکم کو موجودہ احوال کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو کوئی ایک بھی اسلامی ملک ایسا نظر نہیں آتا جس کے کارپردازان یہود و نصاریٰ کی دوستی پر فخر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ بعض ممالک اسلامیہ میں ہیئت حاکمہ کے تغیر و تبدل میں یہود و نصاری اس قدر دخیل ہو چکے ہیں کہ وہاں کی ہیئت حاکمہ اپنے خدا اور اس ملک کے عام مسلمانوں کے سامنے جوابدہی سے اتنی خائف نہیں جتنی یہود و نصاری کے سامنے جوابدہی سے خائف ہے۔ صورت حال بایں جا رسید کہ اگر یہود و نصاری قرآن اور مہبط قرآن ﷺ کی توہین اور گستاخی کا مرتکب ہوں تو ہیئت حاکمہ قرآن اور مہبط قرآن ﷺ کی حمایت کرنے کی بجائے، غلو دوستی یا مرعوبیت کی وجہ سے یہود و نصاری کی حمایت میں صف بندی کرتے ہیں جبکہ تصدیق قرآن کے حوالے سے حمایت قرآن اور مہبط قرآن ﷺ ان پر واجب ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کلچر و ثقافت کسی قوم کی معتبر شناخت ہوتی ہے۔ جو اس کے باطن کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کوئی ایسا کلچر جس کے افراد کے باطن پر وحی کی تعلیمات کی گرفت مضبوط ہو اس میں بے حیائی بے پردگی اور عریانی کبھی مسلط نہیں ہوسکتی کیونکہ قرآن حکیم میں اس بات کی تصریح کردی گئی ہے کہ انسان پر جملہ مصیبتوں کی ابتدا عریانی سے ہوئی ہے اور انسان کے ازلی دشمن نے انسان کو اعلیٰ اور ارفع مقام سے گرانے کے لئے جو ہتھیار استعمال کیا وہ صرف یہ تھا کہ

ینزع عنهمالباسهمالیریهماسوأتهما

یعنی ان سے ان کا لباس چھین لیا تاکہ ان کے اندر پوشیدہ جنسی برائی ہے ان پر ظاہر ہو۔ (الاعراف: ۲۷)۔

اب اگر ہم بحیثیت مسلم امہ اس بات پر غور و فکر کریں تو عالم اسلام میں چلنے والے سمعی و بصری ذرائع اور پرنٹ میڈیا میں فحاشی اور عریانی کے وہ مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جنہیں دیکھ کر خود شیطان بھی شرما جاتا ہوگا۔ اس وقت حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب کسی بھی چیز کی صناعت کے ابلاغ کیلئے عورت کی نیم عریاں تصویر کو ضرور بالضرور شائع کیا جاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسلامی ممالک کے صاحبان اقتدار ثقافت اور کلچر کے نام پر ناچ گانے کو سکول کی حد تک عام کرنے کے درپے ہیں اور

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لھم عذاب الیم

کے مصداق ہو کر بھی وہ بڑی ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی امید لگائے بیٹھے ہیں جبکہ حکم یہ ہے کہ "اے نبی اپنی بیویوں، بچیوں اور مسلمان عورتوں کو کہہ دیجیئے کہ اپنی اوڑھنیوں کو نیچے کر کے رکھا کریں۔ تاکہ ان کی پہچان ہوجایا کرے (کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں) اور ایذا نہ دی جائیں" (سورہ احزاب: ۵۹) گویا مسلمان معاشرے کی پہچان یہ ہے کہ وہاں کی عورتیں پردہ کرتی ہیں اور اگر خدانخواستہ کسی معاشرے کی عورتیں پردہ نہ کریں اور عریاں ہوجائیں تو وہ معاشرہ اسلامی شناخت سے بھی عاری ہوجاتا ہے جبکہ مسلمان معاشرے ثقافتی اقدار کے حوالے سے نہایت اعلیٰ نمونے پیش کر چکے ہیں جن کی تقلید آج بھی باعث فخر ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس ساری صورت حال کا حل کیا ہے؟ جواب صرف یہ ہے کہ

"یایھاالذین آمنوا آمنوابالله ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله" (النساء ۱۳۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پاکستان کے حوالے سے ہم کراچی میں جس صورت حال سے گزر رہے ہیں اولاً تو اس کا صحیح ادراک ہی نہیں کیا جارہا۔ ہمارے تفتیشی ادارے ناکام ہو چکے ہیں اور دشمن بڑی چالاکی سے ایک گروہ پر حملہ آور ہو کر صورت حال کو دوسرے رخ پر پھیر رہا ہے۔ یہ بات باور کرنا بہت مشکل ہے کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کا گلا صرف اس لئے کاٹنا چاہے کہ وہ مسلکاً اس کا ہم نوا نہیں ہے۔ اگر بفرض محال دشمن اپنی اس چال میں کامیاب ہو ہی جائے جیسا کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے تو اس کا علاج صرف اور صرف یہ ہے کہ:

واعتصموا بحبل للّٰہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا (آل عمران: ۱۰۳)

رب ذوالجلال نے اس آیت مقدسہ میں صاف صاف بیان فرمایا ہے دلوں کو جوڑنے کا ذریعہ صرف اور صرف "اعتصام بحبل اللّٰہ" ہے۔ اس کے علاوہ دلوں کے جڑاؤ کے تمام ذرائع خواہ سیاسی ہوں یا انتظامی کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

رجوع الی اللہ اور **اعتصام بحبل اللّٰہ** اور اس عمل کے ساتھ اخلاص کے اظہار کی واحد صورت یہ ہے کہ قرآن کا حکم محاربہ جو حدود آرڈیننس کی صورت میں پہلے سے موجود ہے اس پر دلیرانہ عمل شروع کر دیا جائے۔ مغرب کے سامنے شرمندگی کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر خدائے بزرگ برتر کے سامنے خفت اٹھانے سے بچنے کی بحیثیت قوم بصد صدق و اخلاص کوشش کی جائے۔ اگر حکومت وقت حکم محاربہ کا عملی نفاذ کر دے تو وہ دن دور نہیں جب کراچی تو کیا پورا پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

فاعتبروا یاولی الابصار

(حافظ غلام حسین)
مدیر مسئول

© rasailojaraid.com